• اذان واقامت سے پہلے درود پڑھنا
• مسجد میں نماز کے لئے عورتوں کا داخلہ

قرآن، احادیث، اقوالِ بزرگانِ دین خصوصاً
امام شافعی علیہ الرحمہ اور علمائے شافعیہ کے حوالے سے

مفتی محمد عاقب شافعی قادری ثقافی
پرنسپل مدرسہ عربیہ دار المصطفیٰ، کھوپولی، رائے گڑھ

شائع کردہ
دار المصطفیٰ پبلی کیشن
مل واڑی، شیل پھاٹا، کھوپولی، ضلع رائے گڑھ، مہاراشٹرا، انڈیا
email: kharbeqadiri@gmail.com

(۱)

اذان واقامت سے پہلے درود پڑھنا

قرآن، احادیث، اقوال بزرگان دین خصوصاً
امام شافعی علیہ الرحمہ اور علمائے شافعیہ کے حوالے سے
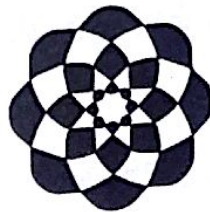
بسم اللہ الرحمن الرحیم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلے میں کہ ہمارے زمانے میں اہل سُنت کی مساجد میں جو اذان اور اقامت سے پہلے بلند آواز سے درود وسلام پڑھا جاتا ہے اس کا کیا حکم ہے؟ اس کو پڑھنا جائز ہے یا ناجائز وحرام ہے؟ قرآن وحدیث اور خاص کر امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور شافعی مسلک کے علما کی مُستند عربی کتابوں کے حوالے سے مُدلّل و مُفصّل جواب عنایت کیجئے تا کہ ہمارے گاؤں میں جو اختلاف پیدا ہو گیا ہے وہ ختم ہو جائے۔

سائل: سمیر پارکر، بانکوٹ، تعلقہ: منڈن گڑھ، ضلع رتنا گیری، (کوکن)

الجـــــواب بعون اللّٰہ الوھّاب: حامداً ومصلیاً ومسلماً

درود شریف ایک ایسا مبارک عمل ہے جسے ہر نیک کام سے پہلے پڑھنا سُنّت اور باعثِ برکت وثواب ہے، اس بارے میں ہمارے امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مسلک خود انہی کی زبانی مشہور مُحدّث علامہ سخاوی شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی ۹۰۲ھ) نے اپنی کتاب میں نقل فرمایا:

"وقد قال الشافعي أحب أن يقدم المرء بين يدي خطبته وكل أمر طلبه حمد الله والثناء عليه سبحانه وتعالى والصلاة على رسول الله صلى الله عليه وسلم"

(ترجمہ)" بے شک امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: میں یہ پسند کرتا ہوں کہ آدمی اپنے خُطبے بلکہ ہر کام سے پہلے جسے وہ کرنا چاہے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی حمد وثنا کرے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود پڑھے۔"

(القول البدیع فی الصلاۃ علی الحبیب الشفیع، صفحہ: ۲۴۴، الناشر: دار الریان للتراث)

اور اذان واقامت بھی نیک کام ہیں لہذا ان سے پہلے بھی درود پڑھنا باعثِ برکت وثواب ہے۔ اور چونکہ بسم اللہ شریف اللہ کی حمد وثنا پر مشتمل ہے اس لیے درود پڑھنے سے پہلے بسم اللہ شریف پڑھنا حمد وثنا کے لیے کافی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

" اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ۭيٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۝"

"(ترجمہ)" بیشک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے (نبی) پر، اے ایمان والوں! ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔"

(پارہ: ۲۲، سورۃ احزاب، آیت نمبر: ۵۶)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بغیر کسی وقت کی پابندی کے مُطلقاً درود وسلام پڑھنے کا حکم دیا ہے لہذا (بیت الخلا وغیرہ جیسی اُن جگہوں اور اُن وقتوں کے سوا جن میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا منع ہے) ہر وقت اور تمام حالات میں درود وسلام پڑھنا نہ صرف جائز ہے بلکہ اس آیت کے حکم پر عمل کرنا ہے اور باعثِ برکت وسعادت ہے۔ لہٰذا جو لوگ درود وسلام کو وقت کے ساتھ خاص کرتے ہیں کہ اذان سے پہلے درود پڑھنا جائز نہیں اور فلاں وقت پڑھنا جائز ہے وہ قرآن کی اس آیت پر زیادتی کرتے ہیں اور اپنی طرف سے نئی شریعت گڑھتے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے کوئی پابندی نہیں لگائی تو آخر ہم اور آپ کون ہوتے پابندی عائد کرنے والے؟ بلکہ اکابر علماے دین نے اپنی کتابوں میں صراحت کے ساتھ لکھا ہے:

"وأما الصلاة في الأحوال كلها ومن تشفع بجاهه - صلى الله عليه

وسلم-وتوسل بالصلاة عليه بلغ مراده وأنجح قصده"

(ترجمہ)"رہا سارے حالات میں درود پڑھنا تو جو کوئی (اپنے تمام حالات میں) حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھنے کو وسیلہ بنائے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مرتبے کے وسیلے سے شفاعت طلب کرے تو اُس کی مُراد پوری کی جاتی ہے اور اُسے اُس کے مقصد میں کامیابی دی جاتی ہے۔"

(القول البديع، صفحه، ۲۳۹، الناشر: دار الريان للتراث)

مسلک شافعی کے خاتمۃ المحققین امام شہاب الدین ابن حجر ہیتمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفیٰ ۹۷۴ھ) اپنی کتاب میں عنوان قائم کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"الفصل الثالث في ذكر أمور مخصوصة تشرع الصلاة على النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فيها"

یعنی تیسری فصل اُن اُمور کے ذکر میں ہے جن میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود پڑھنے کا شریعت میں حکم ہے۔ پھر ان اُمور کو بیان کرتے ہوئے چھتیس نمبر (۳۶) کے تحت فرمایا:

"في سائر الاحوال، مرّ في الفصل الثالث احاديث كثيرة دالة على طلبها في كل وقت۔"

یعنی" تمام حالات میں درود پڑھنے کا شریعت میں حکم دیا گیا ہے۔ تیسری فصل میں بہت سی وہ احادیث گزریں جو ہر وقت درود شریف کے شرعاً مطلوب ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔"

(الدُرّ المنضود في الصلاة والسلام على صاحب المقام المحمود، صفحه: ۲۴۵، ناشر: دار المنهاج، جَدّة)

تو ثابت ہوا کہ اذان و اقامت کے لیے کھڑے ہونے کے وقت میں اور اِس

حالت میں بھی درود وسلام پڑھنا مستحب اور باعثِ برکت وثواب ہے۔ چنانچہ مسلکِ شافعی کی مشہور کتاب "فتح المعین" میں ہے:

"وقال الشيخ الكبير البكري أنهاتسن قبلهما۔"

یعنی "شیخ کبیر بکری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ درود پڑھنا اذان و اقامت دونوں سے پہلے سُنت ہے۔"

(فتح المعین، فصل فی الاذان والاقامۃ، صفحہ: ۱۵۷، ناشر: دار ابن حزم)

اسی طرح علامہ شیخ سلیمان جمل شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مسلکِ شافعی کے اپنے مشہور حاشیے میں تحریر فرماتے ہیں:

"وَأَمَّا قَبْلَ الْإِقَامَةِ فَهَلْ يُسَنُّ أَيْضًا أَوْ لَا أَفْتَى شَيْخُنَا الشَّوْبَرِيُّ حِينَ سُئِلَ عَمَّا يَفْعَلُ مِنْ الصَّلَاةِ وَالسَّلَامِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ الْإِقَامَةِ هَلْ هُوَ سُنَّةٌ أَوْ بِدْعَةٌ بِأَنَّهُ سُنَّةٌ ثُمَّ رَأَيْت ذَلِكَ مَنْقُولًا عَنْ جَمَاعَاتٍ مِنْ مُحَقِّقِي الْعُلَمَاءِ."

(ترجمہ) "رہا اقامت سے پہلے، تو کیا درود وسلام پڑھنا اس وقت بھی سُنت ہے؟ تو اقامت سے پہلے جو درود وسلام پڑھا جاتا ہے اُس کے بارے میں ہمارے شیخ حضرتِ شوبری شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پوچھا گیا کہ کیا یہ سُنت ہے یا بدعت؟ تو اُنہوں نے فتویٰ دیا کہ یہ سُنت ہے۔ پھر میں نے اسی جواب کو علمائے محققین کی ایک جماعت سے نقل کیا ہوا دیکھا۔"

(حاشیۃ الجمل علی شرح المنہج، جلد: ۱، صفحہ: ۳۱۰، ناشر: دار الفکر، بیروت)

مگر اس بات کا خیال رہے کہ درود وسلام پڑھنا ہر حال اور ہر وقت اور ہر نیک کام سے پہلے سُنت ہے۔ اور اذان سے پہلے درود وسلام پڑھنا بھی اسی عام حکم کے تحت ہے۔ اذان سے پہلے درود وسلام پڑھنا خاص اذان کی سُنتوں میں سے نہیں ہے۔ یعنی ایسا نہیں

ہے کہ اگر کوئی اذان سے پہلے درود وسلام نہ پڑھے تو اذان میں کوئی کراہت پیدا ہوگی یا اذان کے ثواب میں کوئی کمی آئے گی بلکہ درود وسلام پڑھنا خود اپنی جگہ ایک الگ اور مستقل سُنت ہے اور درود وسلام کو ترک کرنے سے صرف درود وسلام کا ثواب نہیں ملے گا۔ لہٰذا بالفرض اگر کوئی مُسلمان درود وسلام کو اذان کی سنت سمجھ کر اذان سے پہلے پڑھے کہ ان کے بغیر اذان ادھوری ہے تو اُس کو اُس کے اس غلط خیال سے بعض رکھنے کے لیے روکا جائے گا۔ چنانچہ امام ابن حجر ہیتمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:

"فَمَنْ أَتَى بِوَاحِدٍ مِنْهُمَا فِي ذَلِكَ مُعْتَقِدًا سُنِّيَّتَهُ فِي ذَلِكَ الْمَحَلِّ الْمَخْصُوصِ نُهِيَ عَنْهُ وَمُنِعَ مِنْهُ." (ترجمہ) "لہٰذا جو درود یا سلام کو اُس مخصوص محل میں سُنت سمجھ کر پڑھے گا تو اُسے روکا جائے گا اور منع کیا جائے گا۔"

(الفتاوی الفقہیۃ الکبری، جلد:۱، صفحہ:۱۳۱، ناشر: دار الفکر، بیروت)

اور آج سُنیوں میں کوئی ایک بھی ایسا نہیں ملے گا جو درود کو خاص اذان کی سُنت سمجھ کر پڑھتا ہو بلکہ سب درود وسلام کو مستقل اور عام سُنت جانتے ہیں لہٰذا اب کسی کو اذان سے پہلے درود وسلام پڑھنے سے منع نہیں کیا جائے گا۔ امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مذکورہ عبارت کی ہم نے اس لیے وضاحت کر دی کہ کچھ لوگ اس عبارت کی آڑ لے کر ہر صورت اور ہر حال میں اذان سے پہلے درود وسلام پڑھنے کو حرام قرار دیتے ہیں۔ یہ لوگ دراصل بھلائی کے کاموں سے روکنے والے ہیں۔ حالانکہ امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

"علامة أهل السنة كثرة الصلاة على رسول الله صلى الله عليه وسلم" یعنی اہل سُنت کی علامت کثرت سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود پڑھنا ہے۔

(القول البديع، صفحه: ٦٠، ناشر: دار الريان للتراث)

اور اسی کا نتیجہ ہے کہ اہل سُنت اپنی مساجد میں اذان و اقامت سے پہلے بھی اپنے آقا

ومولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجتے ہیں۔آج ہمارے ملک میں اذان سے پہلے درود وسلام پڑھنا سُنّیت کی علامت بن چکا ہے۔لہٰذا اس سے وہی شخص نفرت کرسکتا ہے جسے درود سے انکار ہو یا جو سُنی نہ ہو۔اور رہا یہ کہ کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کے زمانے میں اس طرح بلند آواز سے اذان واقامت سے پہلے درود وسلام نہیں پڑھا جاتا تھا اس لیے یہ بدعت اور حرام ہے۔ایسا کہنے والے کچھ اور تو ہو سکتے ہیں مگر سُنی اور شافعی ہرگز نہیں ہو سکتے۔اس لیے کہ خود امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بدعت کی دو قسمیں بیان کی ہیں ایک اچھی دوسری بُری۔چنانچہ شرک و بدعت کی رٹ لگانے والوں کے پیشوا ابن تیمیہ کے مجموعہ فتاوی میں ہے:

"وَمَا خَالَفَ النُّصُوصَ فَهُوَ بِدْعَةٌ بِاتِّفَاقِ الْمُسْلِمِينَ وَمَا لَمْ يُعْلَمْ أَنَّهُ خَالَفَهَا فَقَدْ لَا يُسَمَّى بِدْعَةً قَالَ الشَّافِعِيُّ - رَحِمَهُ اللَّهُ -: الْبِدْعَةُ بِدْعَتَانِ: بِدْعَةٌ خَالَفَتْ كِتَابًا وَسُنَّةً وَإِجْمَاعًا وَأَثَرًا عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهَذِهِ بِدْعَةُ ضَلَالَةٍ. وَبِدْعَةٌ لَمْ تُخَالِفْ شَيْئًا مِنْ ذَلِكَ فَهَذِهِ قَدْ تَكُونُ حَسَنَةً لِقَوْلِ عُمَرَ: نِعْمَتْ الْبِدْعَةُ هَذِهِ هَذَا الْكَلَامُ أَوْ نَحْوُهُ رَوَاهُ البيهقي بِإِسْنَادِهِ الصَّحِيحِ فِي الْمَدْخَلِ"

(ترجمہ) "جو نیا عمل قرآن وحدیث کی نصوص کے خلاف ہو وہ باتفاقِ مسلمین بدعت ہے۔اور جس کے بارے میں یہ معلوم نہ ہو کہ وہ قرآن وحدیث کی نصوص کے خلاف ہے اُسے بدعت نہیں کہا جاسکتا۔امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: بدعت دو بدعتیں ہیں، ایک وہ بدعت جو کتاب، سُنت، اجماع یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بعض صحابہ کی حدیث کے مخالف ہو تو وہ بدعتِ ضلالت ہے۔اور وہ بدعت یعنی نیا کام جو ان میں سے کسی کے بھی بر

خلاف نہ ہوتو بے شک وہ بدعت اچھی ہوتی ہے (جسے بدعتِ حسنہ کہتے ہیں)
اس لیے کہ حضرتِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (تراویح کی بڑی جماعت قائم کر کے) فرمایا: یہ اچھی بدعت ہے۔ اس کو یا اس معنیٰ کے کلام کو امام بیہقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب مدخل میں صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔"

(مجموع الفتاوی، جلد: ۲۰، صفحہ: ۱۶۳، الناشر: مجمع الملک فهد لطباعة المصحف، المدينة

اور اذان سے پہلے بلند آواز سے درود پڑھنے کو نہ تو قرآن میں منع کیا گیا ہے اور نہ ہی حدیث میں، لہٰذا اس کے جائز ہونے کو اتنا ہی کافی ہے کہ کہیں منع نہیں تو درود شریف پڑھنا اپنی اصل پر یعنی سُنّت ہونے پر باقی رہے گا۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام علیہم الرضوان کا کسی کام کو نہ کرنا صرف اس پر دلالت کرتا ہے کہ وہ کام فرض یا واجب نہیں اور اُس کام کو چھوڑنا گناہ نہیں۔ ان حضرات کا کسی کام کو نہ کرنا اُس کے حرام ہونے کی دلیل نہیں، جیسا کہ مسلکِ شافعی کے ایک بہت بڑے امام و محدث علامہ شہاب الدین احمد خطیب قسطلانی مصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفیٰ ۹۲۳ھ) نے یہ قاعدہ تحریر فرمایا:

"ليس الترك بدليل على الامتناع"

یعنی حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کسی خاص فعل کو نا کرنا اُس کے ممنوع ہونے کی دلیل نہیں۔

(ارشاد الساری شرح صحیح البخاری، جلد: ۲، صفحہ: ۲۹۷، المطبعة الكبرى الأميرية، مصر)

بلکہ اذان سے پہلے درود و سلام پڑھنا قرآن کی آیت اور احادیث کے موافق ہے اس لیے مُستحب اور بدعتِ حسنہ ہے۔ اور اصطلاحِ فقہ میں سُنّت یا مُستحب کا لفظ بدعتِ حسنہ پر بھی بولا جاتا ہے،۔ چنانچہ روح البیان میں ہے کہ امام ابن حجر ہیتمی مکی شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:

"ان البدعة الحسنة متفق على ندبها"

(ترجمہ)" بدعتِ حسنہ کے مندوب ہونے پر اتفاق کیا جاتا ہے۔"

(روح البیان، زیرِ تفسیر سورۂ فتح، آیت نمبر: ۲۹)

اور مسلکِ شافعی کے اصول کی مشہور کتاب "جمع الجوامع" اور اُس کی شرح میں

ہے:

"(وَالْمَنْدُوبُ وَالْمُسْتَحَبُّ وَالتَّطَوُّعُ وَالسُّنَّةُ مُتَرَادِفَةٌ) أَيْ أَسْمَاءٌ لِمَعْنًى وَاحِدٍ"

(ترجمہ)" اور مندوب، مُستحب، تطوع، اور سُنّت ایک دوسرے کے ہم معنیٰ ہیں یعنی ایک مفہوم کے چند نام ہیں۔"

(شرح المحلی علی جمع الجوامع مع حاشیۃ العطار، جلد: ۱، صفحہ: ۱۲۶، ناشر: دار الکتب العلمیۃ)

اسی طرح روح البیان میں علامہ نابلوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بھی منقول ہے کہ اُنہوں نے فرمایا:

"ان البدعة الحسنة الموافقة لمقصود الشرع تسمى سنة"

(ترجمہ)" بے شک بدعتِ حسنہ جو شریعت کے مقصود کے موافق ہوتی ہے اُسے سُنّت کہا جاتا ہے۔"

(روح البیان، زیرِ تفسیر سورۂ توبہ، آیت نمبر: ۱۸)

اسی لیے امام شیخ کبیر بکری شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسے سُنّت کہا ہے، جیسا کہ فتح المعین کے حوالے سے بیان کیا گیا۔ بلکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چہیتے مؤذن حضرتِ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عمل سے بھی اس کا ثبوت ملتا ہے۔ چنانچہ سُنن ابو داؤد میں حضرت عُروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے:

"عَنْ امْرَأَةٍ مِنْ بَنِي النَّجَّارِ قَالَتْ: كَانَ بَيْتِي مِنْ أَطْوَلِ بَيْتٍ حَوْلَ الْمَسْجِدِ وَكَانَ بِلَالٌ يُؤَذِّنُ عَلَيْهِ الْفَجْرَ فَيَأْتِي بِسَحَرٍ فَيَجْلِسُ عَلَى الْبَيْتِ يَنْظُرُ إِلَى الْفَجْرِ، فَإِذَا رَآهُ تَمَطَّى، ثُمَّ قَالَ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَحْمَدُكَ

وَ أَسْتَعِينُكَ عَلَى قُرَيْشٍ أَنْ يُقِيمُوا دِينَكَ قَالَتْ: ثُمَّ يُؤَذِّنُ، قَالَتْ: وَاللهِ مَا عَلِمْتُهُ كَانَ تَرَكَهَا لَيْلَةً وَاحِدَةً تَعْنِي هَذِهِ الْكَلِمَاتِ"

(ترجمہ) "قبیلۂ بنی نجار کی ایک خاتون سے روایت ہے اُنہوں نے فرمایا کہ میرا گھر مسجدِ نبوی کے ارد گرد سب سے اُونچا گھر تھا، اُس پر حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ فجر کی اذان پکارا کرتے تھے، تو وہ سحری کے وقت تشریف لاتے اور گھر کے اوپر بیٹھ جاتے فجر کی طرف (یعنی مشرق کی طرف) دیکھتے رہتے، پھر جب وہ فجر کو (طلوع ہوتے ہوئے) دیکھ لیتے تو انگڑائی لیتے ہوئے کھڑے ہو جاتے پھر (اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں) عرض کرتے" اے اللہ! بے شک میں تیری حمد بجا لاتا ہوں اور قریش پر تجھ سے مدد مانگتا ہوں کہ وہ تیرے دین کو قائم کریں۔" (اس خاتون صحابیہ نے) فرمایا کہ پھر اس کے بعد اذان پکارتے۔ فرمایا کہ قسم اللہ کی! مجھے نہیں معلوم کہ ایک رات بھی اُنہوں نے (اذان سے پہلے) اُن دُعائیہ کلمات کو نہ پڑھا ہو۔"

(سُنن ابی داوٗد، کتاب الصلاۃ، باب الاذان فوق المنارۃ، حدیث نمبر:۵۱۹)

محدثین نے اس حدیث کو کو قابل اعتماد قرار دیا ہے حتیٰ کہ خود اذان سے پہلے درود پڑھنے کو بدعت کہنے والوں کے مُستند شیخ ناصر البانی نے بھی اسے حسن کہا ہے۔ چنانچہ لکھا:

"قلت: إسناده حسن، كما قال الحافظ، وقال ابن دقيق العيد: " هذا الخبر حسن" (ترجمہ) "میں نے کہا کہ اس کی اسناد حسن ہے جیسا کہ حافظ (ابن حجر عسقلانی) نے فرمایا اور امام ابن دقیق العید نے فرمایا کہ یہ حدیث حسن ہے۔"

(صحيح أبي داود - الأم، جلد: ۳، صفحہ: ۷، ناشر: مؤسسة غراس للنشر والتوزيع، الكويت)

اس حدیث سے پتہ چلا کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اذان سے پہلے دُعا مانگا

کرتے تھے اور اتنی بلند آواز میں کہ گھر کے اندر موجود خاتون بھی سُن لیتی تھیں۔ اور درود شریف بھی ایک بہترین دُعا ہے جس کا مطلب ہے کہ اے اللہ! تو اپنے نبی پر رحمتِ کاملہ نازل فرما۔

چنانچہ مسلکِ شافعی کی مشہور و مستند کتاب منہاج اور اُس کی شرح تحفۃ المحتاج میں ہے:

"(وَ) الصَّحِيحُ (أَنَّهُ) إِذَا جَهَرَ بِهِ الْإِمَامُ (يُؤَمِّنُ الْمَأْمُومُ) جَهْرًا (لِلدُّعَاءِ) لِلِاتِّبَاعِ وَمِنْهُ الصَّلَاةُ عَلَى النَّبِيِّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - عَلَى الْمُعْتَمَدِ"

(ترجمہ) "اور صحیح یہ ہے کہ جب امام دُعائے قنوت کو بلند آواز سے پڑھے تو ماموم دُعا پر بلند آواز سے آمین کہے اور قولِ معتمد پر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود پڑھنا بھی دُعا سے ہے۔" (یعنی دعائے قنوت میں امام کے درود پڑھنے پر ماموم آمین کہے گا اس لیے کہ درود بھی دُعا ہی ہے۔)

(تحفۃ المحتاج بشرح المنہاج، جلد: ۲، صفحہ: ۶۷، مطبوعہ قدیمہ، مصر)

لہٰذا جب اذان سے پہلے بلند آواز سے دُعا مانگنا ثابت ہو گیا تو یہ بھی ثابت ہو گیا کہ اذان سے پہلے بلند آواز سے درود شریف پڑھنا بدعت نہیں اس لیے کہ درود شریف بہترین دُعا ہے۔

اسی طرح اذان و اقامت کے بعد بھی درود شریف پڑھنا سُنت ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں اس کا حکم آیا ہے، جسے حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اُنہوں نے فرماتے ہوئے سُنا:

"إِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ، فَقُولُوا مِثْلَ مَا يَقُولُ ثُمَّ صَلُّوا عَلَيَّ الخ"

(ترجمہ) "جب تم مؤذّن کو سُنو تو جیسا وہ کہے ویسا کہو (یعنی اذان کا جواب دو) پھر مجھ پر درود پڑھو۔ الحدیث۔"

(صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب مثل قول المؤذن لمن سمعه، حدیث نمبر: ۳۸۴)

اسی لیے علماے شافعیہ نے اذان کے بعد اور اُس پر قیاس کرتے ہوئے اقامت کے بعد بھی درود شریف پڑھنے کو سُنّت قرار دیا ہے۔ چنانچہ مسلک شافعی کے شیخ الاسلام ابو یحییٰ زکریا انصاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفیٰ ۹۲۶ھ) نے تحریر فرمایا:

(وَ) سُنَّ (لِكُلٍّ) مِنْ مُؤَذِّنٍ وَمُقِيمٍ وَسَامِعٍ وَمُسْتَمِعٍ (أَنْ يُصَلِّيَ وَيُسَلِّمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ فَرَاغٍ) مِنْ الْأَذَانِ أو الإقامة." (ترجمہ) "اذان کہنے والے، اقامت کہنے والے، بلا ارادہ سُننے والے اور بالقصد سُننے والے میں سے ہر ایک کے لیے یہ سُنّت قرار دیا گیا کہ وہ اذان و اقامت سے فارغ ہونے کے بعد نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود وسلام پڑھے۔"

(شرح المنهج مع حاشية الجمل، جلد: ۱، صفحه: ۰ الناشر: دار الفکر، بیروت)

لہٰذا اذان کے بعد دُعا سے پہلے اور اقامت کے بعد بھی درود وسلام پڑھا جائے۔ و اللہ تعالیٰ اعلم۔

كَتَبَهُ:

الفقیر الی اللہ تعالیٰ محمد عاقب بن لیاقت

الاشعری عقیدةً، الشافعی مذهباً، القادری مشرباً، الثقافی خریجاً

الامین العام للمعهد الدینی: دار المصطفی، کھوپولی، رائے گڑھ

kharbeqadiri@gmail.com